آل عمران ۞ 7

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ م وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی جس میں کچھ آیات محکم [واضح] ہیں جو اِس کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور کچھ دوسری متشابہات ہیں۔ پھر جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان میں سے انہی آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ ان کا مقصد محض فتنے اور تاویل کی تلاش ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ کے سوا کوئی بھی اُن کی تاویل نہیں جانتا۔ اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں: ہمارا اُن [متشابہات] پر ایمان ہے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں)

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
(وہی تو ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی۔ جسکی کچھ آیات تو محکم ہیں اور یہی [محکمات] کتاب کی اصل بنیاد ہیں

مُحْكَمٰتٌ (ح ک م) ۞۔ [اسم مفعول] پختہ، پکی، واضح بات، جس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ یعنی ایسی آیتیں جن میں لفظی اور معنوی اعتبار سے کسی قسم کا اشتباہ نہ پایا جاتا ہو اور نہ ہی کوئی دوسرا مطلب لیا جاسکتا ہو۔
اُس کا مطلب بالکل واضح، صاف ہوتا ہے اور مطلب بھی آسانی سے سمجھ آتا ہے۔

محکم آیات کی مثالیں ۞۔

البقرۃ ۞ 163 ← وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ... (اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے)۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ سب کا معبود ایک ہی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ سمجھ میں نہ آئے۔ یہاں توحید کا مفہوم بالکل واضح کیا گیا۔

البقرۃ ۞ 275 ← ... وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا... (اور اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے) اِس میں بھی واضح بات کی گئی جو ہر ایک کو سمجھنے آنے والی ہے کہ تجارت کرنا حلال ہے لیکن سود لینا حرام ہے۔

محکمات میں کیا کیا آتے ہیں؟
حلال حرام سے متعلق احکام اور دوسرے بھی احکام، بنیادی عقائد، توحید، رسالت، نصیحتیں، تاریخی واقعات، کائنات کی نشانیاں، عبادات (نماز، زکات، حج وغیرہ)، اوامر و نواہی اور قصے وغیرہ ہیں جن کا مفہوم واضح ہے اور اُن کو سمجھنا مشکل نہیں۔

اور یہی چیزیں انسان کی ہدایت کے لیے کافی ہیں۔ چونکہ قرآن کا اصل موضوع انسان کی ہدایت ہے اور محکمات سے انسان کو پوری رہنمائی مل جاتی ہے۔ اس لیے محکمات کو ہی ام الکتاب کا نام دیا گیا۔

اُمّ (ء م م) ۞۔ ماں، اصل
اُمُّ الْكِتٰبِ (کتاب کی ماں) یعنی کتاب کا اصل حصہ محکمات ہیں۔

وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ
(اور کچھ دوسری متشابہات ہیں)

مُتَشٰبِهٰتٌ (ش ب ہ) ۞۔ [اسم فاعل] متشابہ، باہم ملتی جلتی، متماثل

ایسی آیتیں جن کے معنی واضح نہ ہو۔ جن کا مفہوم پوری طرح صحیح سمجھا نہ جا سکے۔ اُن کی کیفیت ہمارے انسانی ذہن کی پہنچ سے باہر ہے۔ ہماری عقل اسے نہیں سمجھ سکتی۔ انسان کی عقل چونکہ محدود ہے اور کائنات اور اُس کے حقائق لامحدود ہیں۔ لہذا اللہ تعالی جب ایسے حقائق کو بیان فرماتے ہیں تو ایسے الفاظ استعمال فرماتے ہیں جو حقیقت یا انسانی سمجھ سے قریب ہوں۔ ان تمام متشابہات پر ہمیں ایمان لانا ہے۔ اُس کی تفسیر نہیں کرنی ہے ورنہ گمراہ ہوجائیںگے۔ متشابہات کی تفسیر کرکے لوگ سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔ اس لیے ایسی آیتوں کو جیسے کے ویسے ہی لینا ہے، اُسکی تاویل نہیں کرنی ہے۔

مُتَشٰبِهٰتٌ میں کیا کیا آتا ہے؟

1> حروف مقطعات ۞۔ جیسے الٓمّٓ، الٓرٰ، یٰسٓ وغیرہ۔
ان کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔ اِسکی کچھ لوگوں نے تفسیر کرنے کی کوشش کی جیسے الٓمّٓ میں الف کا مطلب اللہ، لام کا مطلب جبرئیلؑ اور میم کا مطلب محمد ﷺ تو جبرئیلؑ محمد ﷺ پر اللہ کی طرف سے وحی لائے۔ اسطرح کی تاویلیں انسان کو بھٹکا دینے والی ہے۔ جس کی تفسیر رسول ﷺ نے نہیں کی اور صحابہؓ سے بھی ہمیں نہیں ملتی اُس میں ہمیں نہیں پڑنا ہے۔ چونکہ متشابہات آیات کی تفسیر ہمیں نہیں بتائی گئی اسلیے ہمیں اُس کا مطلب پتہ نہیں ہے۔ اسطرح کی متشابہات آیات (حروف مقطعات) کی تفسیر کرنے کی بھی کوشش نہ کرے۔
ہاں! جو شخص حروف مقطعات پڑھے گا تو اُس کا اجر ملےگا۔ جیسے اگر کوئی الٓمّٓ پڑھتا ہے تو اُسے تیس (30) نیکیاں ملتی ہے کیونکہ ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہے جیسا کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔

2> اللہ تعالی کی ذات اور صفات ۞۔ اِن تمام پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے معنی پر بھی ایمان رکھتے ہیں جبکہ ان کی کیفیت کا علم ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم اِن میں کسی قسم کی تحریف (Distortion)، تکییف (کیفیت/کیسے)، تمثیل (مخلوق سے تشبیہ)، تعطیل (Denying) نہیں کرتے اور یہ مانتے ہیں کہ یہ سارے صفات حقیقی (Real) ہیں مجازی (Metaphorical) نہیں ہیں۔

i> طٰهٰ ۞ 5 ← اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (رحمٰن عرش پر قائم ہوا)

اللہ تعالی کا عرش کیسا ہے اور اُس پر وہ کیسے قائم ہے۔ ان سوالوں کا کوئی واضح جواب نہیں ہے۔ اس لیے یہ آیت متشابہات میں سے ہے۔ لیکن اِس پر ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کا عرش بھی ہے اور وہ عرش پر قائم ہے۔ اِتنا ہی ہمارے لیے جاننا کافی ہے۔ ہم اِس کی تاویل نہیں کرتے۔

ii> اللہ تعالی کے ← ہاتھ، قدم، چہرہ، سماعت، بصارت، علم، حکمت، مسکرانا، غصہ ہونا، رضامندی، آسمان دنیا تک آنا وغیرہ کے بارے میں جو ہمیں قرآن وسنت میں بتایا گیا اُن سب پر ہم یقین اور ایمان رکھتے ہیں۔ اُسے حقیقی معنی میں ہی لیتے ہیں لیکن اسکی کوئی تاویل نہیں کرتے۔

ہم متشابہات کے بارے میں معلوم ہی نہیں کرسکتے۔ اگر کوئی معلوم کرنے کی کوشش کرےگا تو وہ ضرور گمراہ ہوگا۔

امام مالک سے کسی شخص نے اللہ کے عرش پر قائم ہونے کا مطلب پوچھا تو انھوں نے فرمایا:
اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ۔ وَالْكَیْفُ مَجْهُوْلٌ۔ وَالْاِیْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ۔ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ (استوا یعنی اللہ کا عرش پر قائم ہونا معلوم ہے۔ اور کیفیت نامعلوم ہے۔ اور اِس پر ایمان لانا واجب ہے اور اِس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے)۔
جس شخص نے یہ سوال کیا تھا اُسے اُن کی مجلس سے باہر نکالا گیا۔ کیونکہ ایسے سوالات خاص تر اگر مجلس میں کیئے جائے تو مجلس میں بیٹھے دوسرے لوگوں کے ذہن میں بھی ایسے سوالات آسکتے ہیں۔ اس لیے ہر سوال اچھا سوال نہیں ہوتا۔ اگر شیطان اسطرح کے سوالات ذہن میں ڈالے تو تعوذ پڑھے۔
ویسے بھی ہمیں اللہ تعالی پر ایمان لانے کہا گیا، اللہ تعالی کو سمجھنے کے لیے نہیں کہا گیا۔ جتنے لوگوں نے اللہ کو سمجھنے کی کوشش کی وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔

3> آخرت کے امور ۞۔ جیسے جنت، دوزخ، پل صراط، موت کو مینڈھے کی شکل میں ذبح کیا جائیگا وغیرہ کے بارے میں ہمیں نہیں پتہ ہے کہ یہ سب کیسے ہوگا لیکن ان سب پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔

4> کچھ پیش گوئیاں اور حقائق ۞۔
دیکھا جائے تو قرآن میں کچھ آیتیں پہلے کے لوگوں کے لیے متشابہات تھی لیکن آج کے زمانے کے لوگوں کے لیے متشابہات نہیں ہیں جیسے کچھ سائنسی حقائق (Facts) مثلاً زمین کے سکڑنے کا ذکر، کائنات کے کشادہ ہونے کا ذکر وغیرہ اور کچھ پیش گوئیاں جیسے فرعون کے جسم کو باقی رکھنے کی بات وغیرہ۔ لیکن کچھ پیش گوئیاں جیسے یاجوج و ماجوج کا ظہور، زمین سے ایک جانور کا باہر نکلنا جو لوگوں سے بات کرےگا وغیرہ جو آج (2025 میں) ہمارے لیے متشابہات آیات ہیں لیکن جب یہ سب ظاہر ہوگی تو اس وقت کے لوگوں کے لیے متشابہات نہیں ہوگے۔ بہرحال۔

اور بھی کئی غیبی چیزیں جیسے فرشتوں وغیرہ کے بارے میں بھی ایمان لانا ہے، اُنکی تفسیر میں نہیں جانا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔

ویسے تو قرآن کی آیات کا زیادہ حصہ محکمات پر مشتمل ہے جنھیں سمجھنے میں کوئی شکل نہیں۔ لیکن کچھ حصہ متشابہات پر مشتمل ہے۔ آج کئی غیر مسلم صرف ترجمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتے ہیں۔ وہ کوئی تفسیر نہیں پڑھے ہوتے ہیں۔ کیونکہ صرف ترجمے سے بھی قرآن آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔

اِس لیے قرآن کا جو حصہ محکم ہے اُس پر عمل کیا جائے اور جو متشابہ ہے اُس پر جوں کا توں ایمان رکھا جائے اور تفصیلات سے بحث نہ کی جائے۔
آج سلمانوں کے کئی گروہ بننے کی ایک وجہ متشابہات میں پڑنا بھی ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ (تو رہے وہ لوگ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان میں سے اُنہی آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ ان کا مقصد محض فتنے اور تاویل کی تلاش ہوتا ہے)

فَیَتَّبِعُوْنَ (ت ب ع) ← تَبِعَ کا مطلب پیروی کرنا، پیچھے پڑنا۔ لیکن اِتَّبَعَ میں مبالغہ ہوتا ہے۔ اسلیے اِس کا مطلب ہوگا کہ وہ بہت زیادہ [متشابہات کے] پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اُن کی دلچسپی متشابہات میں زیادہ ہوتی ہے۔

زَیْغٌ (ز ی غ) ← ٹیڑھ، حالت استقامت سے ایک جانب مائل ہوجانا یا جھک جانا، بہک جانا۔

جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے وہ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے ہی پیچھے پڑتے ہیں کیونکہ اُن کا کتاب پڑھنے کا مقصد ہدایت حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ وہ یا تو فتنہ پھیلانے کے لیے کتاب پڑھتے ہیں یا اُس کی تاویل تلاش کرنے کے لیے کتاب پڑھتے ہیں۔

متشابہات میں پڑ کر فتنہ یا تاویل لوگ کیوں کرتے ہیں؟
1> غیر مسلم یا مرتد ← قرآن کو غلط ثابت کرنے یا قرآن کا انکار کرنے یا جو لوگ قرآن کی پیروی کر رہے ہیں اُن کو اُس سے بھٹکانے کے لیے کیونکہ اُن کی نیت خراب ہوتی ہے۔
حالانکہ قرآن کے اندر ایسے ایسے دلائل ہیں جس کی بناء پر کوئی بھی شخص یہ کہہ ہی نہیں سکتا کہ یہ اللہ کی کتاب نہیں ہے۔ اِس کے باوجود آج بھی کئی لوگ اِس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ قرآن کے اندر سے ایسی باتیں نکال کر لوگوں کو الجھن میں ڈال دے اور اُن کے ذہن میں شک پیدا کرکے انھیں قرآن سے دور کردے۔
قرآن تو پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے آیا ہے۔ لیکن قرآن کو لوگوں کی نگاہوں میں گرانے کے لیے یا مشکوک بنانے کے لیے ہر دور میں اور آج بھی جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ قرآن کے اندر سے ایسی باتیں نکال کر لوگوں کو پریشان کرو جو اُن کے سمجھ سے باہر ہو اور پھر یہ ثابت کرو کہ نعوذباللہ جو باتیں قرآن میں ہیں وہ انسان کی عقل میں نہیں سماتی تو یہ اللہ کی کتاب کیسے ہوسکتی ہے یا یہ ہدایت کی کتاب کیسے ہوسکتی ہے۔ بعض آیات کا وہ مذاق اڑاتے ہیں جیسے کہ کافر پوچھتے تھے کہ اللہ تعالی نے مچھر اور مکھی کی مثال کیوں دی۔ اور بعض آیات انھیں سمجھ نہیں آتی تو اُس کا انکار کردیتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی ہدایت کے راستے سے روکتے ہیں۔
2> مسلمان ← محققین (Researchers) اپنی برائی جتانے کہ ہمیں وہ سب کچھ پتہ ہے جو دوسروں کو نہیں پتہ ہے۔ آج تک کسی نے اسکی تفسیر نہیں کی لیکن ہم کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی من مانی تاویلیں کرتے ہیں۔
کبھی کبھار متشابہات کی من مانی تاویل اپنی مجلس جمانے کے لیے اور اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے کے لیے تاکہ لوگ شرک اور بدعت میں پڑے رہے اور اُن گمراہ عوام سے دنیا کا فائدہ حاصل کرسکے۔
3> عیسائی ← جب مسلمانوں سے مناظرہ کرتے ہیں تب قرآن کی آیتوں کی غلط تاویلیں کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں عیسیٰؑ کو عبداللہ اور نبی کہا گیا ہے جو واضح اور محکم بات ہے لیکن عیسائی اُسے چھوڑ کر قرآن میں عیسیٰؑ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ جو کہا گیا ہے، اُس سے اپنے گمراہ عقائد پر غلط دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

بہرحال جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہو وہ محکمات سے زیادہ متشابہات میں دلچسپی لیتے ہیں۔ متشابہات کی نئی نئی تاویلیں کرتے ہیں۔ جن امور میں انسانی عقل کی رہنمائی کچھ کام نہیں دیتی وہاں وہ اپنے عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ جس بات کا مفہوم واضح نہیں ہیں اُسے واضح کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔

بخاری ۞۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے آیت: هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ... وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ [آل عمران: 7] تلاوت فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم جب اُن لوگوں کو دیکھو جو قرآن مجید کی متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں تو یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالی نے نام لیا ہے۔ لہذا تم اُن سے بچ جاؤ"

ابو داؤد (حسن) ۞۔ نبی ﷺ نے فرمایا: قرآن کے بارے میں جھگڑنا کفر ہے۔
[اِس حدیث کی ایک وضاحت یہ کی گئی کہ متشابہ آیات کے بارے میں حقیقت تک پہنچنے میں بحث و مناظرہ کرکے جھگڑنا کفر ہے]

وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ م وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا (حالانکہ اللہ کے سوا کوئی بھی ان کی تاویل نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں: ہمارا ان [متشابہات] پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں)

اَلرّٰسِخُوْنَ (ر س خ) ← مضبوط یا محکم (Firmly grounded)، جم جانا، پختہ یا پکے، (اسم الفاعل ہے اسلیے معنی ہوگا مضبوط اور پختہ [علم] والے)

← وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۞ اکثر علماء لفظ "اللّٰہ" پر وقف کرکے وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سے نیا جملہ شروع سمجھتے ہیں [اِسی لیے "اللّٰہ" لفظ کے بعد وقف لازم "م" کی علامت ہے]۔ اسطرح وقف کرنے سے معنی یہ ہوگا کہ متشابہات کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور علم میں راسخ لوگ کہتے ہیں کہ محکم و متشابہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں، ہم متشابہات کی اصل مراد نہ جانتے ہوئے بھی اُن کے اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔

"اللّٰہ" لفظ پر وقف کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ تاویل کے ایک معنی "کسی چیز کی اصل حقیقت" اِس معنی کے اعتبار سے "اِلَّا اللّٰهُ" پر وقف ضروری ہے کیونکہ ہر چیز کی اصل حقیقت واضح طور پر صرف اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔

⇐ کچھ علماء "اللّٰہ" لفظ پر وقف نہیں کرتے بلکہ "وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ" سے ملا کر پڑھتے ہیں کیونکہ تاویل کے دوسرے معنی "کسی چیز کی تفسیر و تعبیر اور بیان و توضیح" ہے۔ اِس اعتبار سے "اِلَّا اللّٰهُ" پر وقف کے بجائے "وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ" پر وقف کیا جاسکتا ہے کیونکہ مضبوط علم والے بھی صحیح تفسیر و توضیح کا علم رکھتے ہیں۔
اِس سے پتہ چلتا ہے کہ مضبوط علم والوں کو گہرائی میں آیتوں کی تفسیر سمجھ آتی ہے۔ جیساکہ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا: میں اُن راسخین علم میں سے ہوں جو اُن [متشابہات] کی اصلی مراد کو جانتے ہیں۔
رسول ﷺ نے ابن عباسؓ کے لیے دعا کی تھی جس کے بارے میں حدیث ہے۔
بخاری ۞۔ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ (اے اللہ! اِس کو دین کی سمجھ عطا کر)۔

لیکن یہ بات یاد رکھے کہ قرآن میں کچھ متشابہات ایسے ہیں جن کی حقیقت اللہ کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہوسکتی مثلاً حروف مقطعات اور اللہ تعالی کی ذات و صفات کے بارے میں۔

علم میں مضبوط لوگ یعنی اہل علم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ محکمات کو مانتے ہیں اور اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ اُن کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ اور متشابہات کے بارے میں ایمان لاتے ہیں کہ وہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ انھیں سمجھ نہیں بھی آئے پھر بھی کہتے ہیں کہ تمام آیات خواہ محکم ہوں یا متشابہ ہوں، سب کچھ حق اور سچ ہیں۔ چونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہیں اسلیے اِن میں نہ اختلاف ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی تضاد۔ وہ متشابہات کو مان لینے کے بعد اُن کی کھوج کرید میں نہیں پڑتے۔ جو کچھ اور جتنا کچھ بتایا جاتا ہے اُسی پر وہ قناعت کرتے ہیں۔ جس بات کا مفہوم واضح نہیں ہیں اُسے واضح کرنے کی بیکار کوشش نہیں کرتے۔

وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ (اور نصیحت تو عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں)

اِس میں بہت زیادہ تاکید ہے کہ کوئی بھی اِس سبق کو یعنی متشابہات کے پیچھے نہ پڑنے کے سبق کو یاد نہیں رکھتا سوائے عقلمندوں کے۔

لُبّ کے معنی ایسی خالص عقل جو آمیزش [ظن، وہم اور جذبات] سے پاک ہو۔ یہاں اللہ نے اُولُوا الْاَلْبَاب کا تعارف کرایا ہے اور سورت کے آخر میں بتایا کہ یہ عقلمند کون ہیں۔ اُن کے بارے میں آیت ۱۹۵ سے بتایا گیا۔ بہرحال

عقلمند وہ ہیں جو متشابہات میں بیکار کوشش نہیں کرتے۔ جبکہ متشابہات میں کھود کرید کرنے والے اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں لیکن یہاں بتایا گیا کہ جو متشابہات کے پیچھے نہیں لگتے اور بیکار کوشش کرکے اپنا وقت ضائع نہیں کرتے وہ لوگ عقلمند ہیں۔

خلاصہ ۞۔
⇐ گویاں دو گروہ کی بات کی گئی۔ ایک وہ گروہ جو قرآن کو حق مانتا ہے، اُسکی پیروی کرتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے۔ وہ متشابہات میں نہیں پڑتے۔
جبکہ دوسرا گروہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہیں انکی زیادہ دلچسپی متشابہات میں زیادہ ہوتی ہیں اور وہ اسکی کھود کرید میں لگ جاتے ہیں۔
⇐ قرآن میں کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کا مطلب ۞
1> صرف اللہ جانتا ہے۔
2> اللہ اور مضبوط علم والے بھی جانتے ہیں۔
3> پہلے لوگ نہیں جانتے تھے لیکن اب سائنسی علوم کے ذریعے جاننے لگے یا وہ پیش گوئیاں ظاہر ہونے کی وجہ سے جان رہے ہیں۔

متشابہات کی حکمتیں ۞
ایسی متشابہات جو صرف اللہ ہی جانتا ہے اُس کے ذریعے لوگوں کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں۔ عقل میں نہ آنے والی چیز کو مانتے ہیں یا نہیں۔ اور وحی کی پیروی کرتے ہیں یا نہیں۔ واللہ اعلم

کچھ متشابہات ایسے ہیں جو اِس وقت سمجھ نہیں آئےگے بلکہ جب وقت آئیگا اُس وقت سمجھ آئےگے جیسے سائنسی حقائق اور پیش گوئیاں۔
اللہ ہی ساری حکمتیں جانتا ہے۔ وہ رب ہے، اُس نے کتاب بھیجی۔ وہ جو چاہے کتاب میں بھیجے خواہ وہ محکم ہوں یا متشابہات۔ ہم سب پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب کے سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔